ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم

ترتیب وتدوین: لطف الرحمٰن خان

سورۃ النساء

آیات ۱۔۲

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ۝ وَاٰتُوا الْیَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِیْرًا ۝

ح و ب

حَابَ یَحُوْبُ (ن) حَوْبًا : کسی جرم کا ارتکاب کرنا' گنہگار ہونا۔

حُوْبٌ (اسم ذات): جرم' گناہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب: ''وَاتَّقُوْا'' کا مفعولِ اوّل ''اَللّٰہَ'' ہے اور ''اَلْاَرْحَامَ'' مفعولِ ثانی ہے۔ ''تَسَآءَلُوْنَ'' دراصل ''تَتَسَاءَلُوْنَ'' ہے۔ ''کَانَ'' کی خبر ہونے کی وجہ سے ''رَقِیْبًا'' حالتِ نصبی میں ہے۔

ترجمہ:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ : اے لوگو! — اتَّقُوْا : تم تقویٰ اختیار کرو

رَبَّكُمُ : اپنے ربّ کا — الَّذِیْ : جس نے

خَلَقَكُمْ : پیدا کیا تم کو — مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ : ایک ہی جان سے

وَّخَلَقَ : اور (اس نے) پیدا کیا
مِنْهَا : اس سے
زَوْجَهَا : اس کا جوڑا
وَبَثَّ : اور (اس نے) پھیلائے
مِنْهُمَا : ان دونوں سے
رِجَالًا كَثِيْرًا : بہت سے مرد
وَّنِسَآءً : اور عورتیں
وَاتَّقُوا : اور تم بچو
اللّٰهَ الَّذِيْ : اس اللہ (کی ناراضگی) سے
تَسَآءَلُوْنَ : تم لوگ باہم مانگتے ہو
بِهٖ : جس (کے حوالے) سے
وَالْاَرْحَامَ : اور رشتہ داروں (کی حق تلفی) سے
اِنَّ : یقیناً
اللّٰهَ : اللہ
كَانَ : ہے
عَلَيْكُمْ : تم پر
رَقِيْبًا : نگران
وَاٰتُوا : اور تم پہنچاؤ
الْيَتٰمٰٓى : یتیموں کو
اَمْوَالَهُمْ : ان کے مال
وَلَا تَتَبَدَّلُوا : اور تم مت بدلو
الْخَبِيْثَ : گندے کو
بِالطَّيِّبِ : پاکیزہ سے
وَلَا تَاْكُلُوْٓا : اور تم مت کھاؤ
اَمْوَالَهُمْ : ان کے مال
اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ : اپنے مالوں میں شامل کر کے
اِنَّهٗ : یقیناً یہ
كَانَ : ہے
حُوْبًا كَبِيْرًا : ایک بڑا جرم

نوٹ: كَانَ کا ترجمہ ''تھا'' کے بجائے ''ہے'' کیا گیا ہے' کیونکہ یہاں آفاقی صداقت کا بیان ہے۔ اسی طرح ''لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ'' کا ترجمہ قاعدے کے مطابق کیا گیا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ بدلے میں جو لیتے ہیں وہ بِنَفْسِهٖ آتا ہے اور جو دیتے ہیں اس پر ''بِ'' کا صلہ آتا ہے۔ لیکن یہاں معنی مراد یہ نہیں ہے کہ یتیم کے مال میں سے گندی چیز لے کر اس کی جگہ پاکیزہ چیز مت رکھو' بلکہ مراد اس کے برعکس ہے۔ مفسرین نے اس کی یہ توجیہہ کی ہے کہ یتیم کے مال سے اچھی سمجھ کر جو چیز لو گے وہ تمہارے لیے حرام ہے' اس لیے گندی ہے اور اپنی جو ناکارہ چیز اس کی جگہ رکھو گے وہ تمہارے لیے حلال ہے' اس لیے پاکیزہ ہے۔

آیات ۳ تا ۵

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓــــًٔـا مَّرِيْٓـــــًٔا ۝ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

ع و ل

عَالَ يَعُوْلُ (ن) عَوْلًا : (۱) ناانصافی کرنا (۲) بوجھل ہونا' عیال دار ہونا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ن ح ل

نَحَلَ يَنْحَلُ (ف) نَحْلًا : کسی کو کوئی چیز خوشی سے دینا۔

نِحْلَةٌ (اسم ذات) : (۱) عطیہ' تحفہ۔ (۲) خوشدلی۔ آیت زیر مطالعہ۔

نَحْلٌ : شہد کی مکھی ۔ ﴿وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ﴾ (النحل:٦٨) ''اور الہام کیا تیرے ربّ نے شہد کی مکھی کی طرف۔''

ھ ن ء

هَنَى يَهْنِئُ (ف) هِنَاءً : کھانے کا خوشگوار ہونا۔

هَنِيْءٌ (فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت) : ہمیشہ اور ہر حال میں خوشگوار۔ آیت زیر مطالعہ۔

م ر ء

مَرَءَ يَمْرَءُ (ف) مَرْءًا : کھانے کا مفید ہونا۔

مَرِیْءٌ (فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت) : ہمیشہ اور ہر حال میں مفید۔ آیت زیر مطالعہ۔

مَرِءَ يَمْرَءُ (س) مَرَءًا : زنانہ طرز کا ہونا۔

مَرُءَ يَمْرُءُ (ک) مُرُوْءَةً : مروت والا ہونا۔

مَرْءٌ (اسم ذات) : (۱) انسان (جس میں عورت اور مرد دونوں شامل ہیں) (۲) آدمی' مرد۔ ﴿يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ﴾ (النبا:٤٠) ''جس دن دیکھے گا انسان اس کو جو آگے بھیجا اس کے دونوں ہاتھوں نے''۔ ﴿مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ﴾ (البقرۃ:١٠٢) ''وہ جدائی ڈالتے ہیں جس سے مرد اور اس کی بیوی کے مابین۔''

امْرُؤٌ (حالتِ نصبی امْرَءًا ۔ حالتِ جری امْرِئٍ۔ شروع میں ہمزۃ الوصل ہے) (اسم ذات): (۱) انسان۔ (۲) آدمی' مرد۔ ﴿لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ﴾ (النور:١١) ''ہر انسان کے لیے ان میں سے وہ ہے جو اس نے کمایا گناہ میں سے''۔ ﴿اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ﴾ (النساء:١٧٦) ''اگر کوئی مرد ہلاک ہوا''۔ ﴿مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ﴾ (مریم:٢٨) ''نہیں تھا تیرا باپ کوئی بُرا آدمی۔''

اِمْرَاَةٌ ج نِسَاءٌ اور نِسْوَةٌ (اس میں بھی ہمزۃ الوصل ہے) (اسم ذات) : عورت ﴿وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ﴾ (القصص:٩) ''اور کہا فرعون کی عورت نے''۔ ﴿وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ﴾ (یوسف:٣٠) ''اور کہا کچھ عورتوں نے اس شہر میں۔''

ترکیب: ''اَلَّا'' دراصل ''اَنْ لَّا'' ہے۔ ''يَتِيْمٌ'' واحد اور اس کی جمع ''يَتٰمٰى'' مذکر اور مؤنث دونوں کے لیے آتا ہے۔ یہاں ''يَتِيْمٌ'' لڑکیاں مراد ہیں۔ ''فَوَاحِدَةً'' کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ فعل محذوف کا مفعول ہے۔

یعنی یہ ''فَانْکِحُوْا وَاحِدَةً'' ہے۔ ''نِحْلَةً'' حال ہے۔ ''مِنْهُ'' کی ضمیر ''صَدُقٰتِ'' کے لیے ہے۔ ''هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا'' حال ہے ''کُلُوْهُ'' کی ضمیر مفعولی کا' جو'شَیْءٍ'' کے لیے ہے۔ ''جَعَلَ'' کا مفعول ''الَّتِیْ'' ہے۔

ترجمہ:

وَاِنْ :اوراگر	خِفْتُمْ :تمہیں خوف ہو
اَلَّا تُقْسِطُوْا : کہ تم انصاف نہیں کرسکو گے	فِی الْیَتٰمٰی :یتیم (لڑکیوں) میں
فَانْکِحُوْا :توتم نکاح کرو	مَا :ان سے جو
طَابَ :پسندیدہ ہوں	لَکُمْ :تمہارے لیے
مِّنَ النِّسَآءِ :عورتوں میں سے	مَثْنٰی :دودو
وَثُلٰثَ :اورتین تین	وَرُبٰعَ :اورچارچار
فَاِنْ :پھراگر	خِفْتُمْ :تمہیں خوف ہو
اَلَّا تَعْدِلُوْا : کہ تم برابری نہیں کرسکو گے	فَوَاحِدَةً :توپھر (نکاح کرو) ایک سے
اَوْ مَا :یااس سے جس کے	مَلَکَتْ :مالک ہوئے
اَیْمَانُکُمْ :تمہارے داہنے ہاتھ	ذٰلِکَ :یہ
اَدْنٰی :زیادہ قریب ہے	اَلَّا تَعُوْلُوْا : کہ تم لوگ ناانصافی نہ کرو
وَاٰتُوا :اورتم اداکرو	النِّسَآءَ :عورتوں کو
صَدُقٰتِهِنَّ :ان کے حق مہر	نِحْلَةً :خوش دلی سے
فَاِنْ :پھراگر	طِبْنَ :وہ (خواتین) پسند کریں
لَکُمْ :تمہارے لیے	عَنْ شَیْءٍ :کوئی چیز (دینا)
مِّنْهُ :اس میں سے	نَفْسًا :اپنے آپ
فَکُلُوْهُ :توتم کھاؤاس کو	هَنِيْٓـًٔا :خوشگوار ہوتے ہوئے
مَّرِيْٓـًٔا :مفید ہوتے ہوئے	وَلَا تُؤْتُوا :اورتم مت دو
السُّفَهَآءَ :نادانوں کو	اَمْوَالَکُمُ :اپنے مال
الَّتِیْ :جن کو	جَعَلَ :بنایا
اللّٰهُ :اللہ نے	لَکُمْ :تمہارے لیے
قِیٰمًا :کھڑے ہونے کاذریعہ (معیشت میں)	وَّارْزُقُوْهُمْ :اوررزق دوان کو
فِیْهَا :اس میں سے	وَاکْسُوْهُمْ :اورپہناؤان کو
وَقُوْلُوْا :اورکہو	لَهُمْ :ان سے
قَوْلًا مَّعْرُوْفًا :بھلی بات	

نوٹ ۱: مادہ ’’ص د ق‘‘ کی لغت البقرۃ:۲۳ میں دی گئی ہے۔ وہاں لفظ ’’صَدُقَۃٌ‘‘ رہ گیا تھا۔ اس کے معنی ہیں بیوی کا حق مہر۔ اس کی جمع ’’صَدُقَاتٌ‘‘ ہے۔ اسی طرح مادہ ’’ق و م‘‘ کی لغت الفاتحہ:۵ میں دی گئی ہے۔ وہاں لفظ ’’قِیَامٌ‘‘ رہ گیا تھا۔ یہ مصدر بھی ہے اور اسم الفاعل ’’قَائِمٌ‘‘ کی جمع بھی ’’قِیَامٌ‘‘ آتی ہے۔ جیسے ﴿سُجَّدًا وَّقِیَامًا﴾ (الفرقان) ’’سجدے کرنے والے ہوتے ہوئے اور کھڑے ہونے والے ہوتے ہوئے‘‘۔ اس کے علاوہ ’’قِیَامٌ‘‘ اسم ذات بھی ہے۔ اس کے معنی ہیں وہ چیز جس پر کھڑا ہوا جائے۔ جیسے کِتَابٌ وہ چیز جس پر لکھا جائے۔ یہاں مال کے حوالے سے قِیَامًا آیا ہے۔ اس کا مطلب ہے معاشی لحاظ سے جس پر کھڑا ہو یعنی معیشت کا ذریعہ۔

نوٹ ۲: زیرِ مطالعہ آیت ۳ میں بیک وقت چار تک شادیاں کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ لیکن ایک سے زیادہ شادی کی مخالفت کرنے والے جدید تعلیم یافتہ لوگ بھی اسی آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ یہ اجازت مخصوص حالات میں مخصوص لوگوں کے لیے ہے اور چار شادیاں کرنے کی عام اجازت اسلام میں کہیں نہیں ہے۔ اس مسئلہ کو ایک مثال سے آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے۔ روزوں کے متعلق جب یہ آیت اتری کہ تم لوگ کھاؤ پیو یہاں تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے واضح ہو جائے (البقرۃ:۱۸۷) تو ایک صحابی سحری کے وقت سیاہ اور سفید دھاگے کو دیکھا کرتے۔ جب رنگوں کا فرق واضح ہو جاتا تو کھانا بند کر دیتے۔ حضور ﷺ نے انہیں سمجھایا کہ صاحب کلام یعنی اللہ تعالیٰ کی اس آیت سے یہ مراد نہیں ہے۔ اس مثال کے حوالے سے یہ اصول ذہن نشین کر لیں کہ قرآن مجید کی کسی آیت کے اور خاص طور سے عملی ہدایات والی آیات کے جو معانی رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان کیے ہیں وہ ہمارے لیے حرفِ آخر ہیں۔ جب اہل زبان کے لیے ممکن نہیں تھا کہ صرف آیات کے الفاظ سے وہ اللہ تعالیٰ کی منشا اور مرضی معلوم کر لیں تو پھر ہم کس قطار شمار میں ہیں؟

متعدد احادیث اور اقوالِ صحابہؓ سے اس آیت کے معنی مراد کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اس وقت نہ صرف عرب بلکہ پوری دنیا میں کثرتِ ازواج کا رواج تھا۔ اس آیت میں اس کی حد بندی کی گئی ہے۔ چار سے زیادہ شادیاں کرنے پر پابندی عائد کی گئی ہے اور چار تک شادیاں کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

کہتے ہیں کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ چوتھی اور تیسری شادی تو دور کی بات ہے ہم تو وہ لوگ ہیں جو دوسری شادی کو بھی بہت بُرا سمجھتے ہیں اس لیے عائلی قوانین میں اس پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ اس درخت کا پھل یہ سامنے آیا کہ آج اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اسلامی معاشرے میں لیڈی سیکرٹری یا گرل فرینڈ رکھنا رواج کی بات ہے، داشتہ رکھنا تو کمال کی بات ہے، لیکن دوسری شادی کرنا معاشرتی عذاب کی بات ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ! ع ’’حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں!‘‘

آیت ۶

وَابۡتَلُوا الۡیَتٰمٰی حَتّٰۤی اِذَا بَلَغُوا النِّکَاحَ ۚ فَاِنۡ اٰنَسۡتُمۡ مِّنۡہُمۡ رُشۡدًا فَادۡفَعُوۡۤا اِلَیۡہِمۡ اَمۡوَالَہُمۡ ۚ وَلَا تَاۡکُلُوۡہَاۤ اِسۡرَافًا وَّبِدَارًا اَنۡ یَّکۡبَرُوۡا ؕ وَمَنۡ کَانَ غَنِیًّا فَلۡیَسۡتَعۡفِفۡ ۚ وَمَنۡ

كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝

ب د ر

بَدَرَ يَبْدُرُ (ن) بُدُوْرًا : کام میں جلدی کرنا۔

بَدْرٌ (اسم علم) : مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مشہور جگہ کا نام جہاں جنگ بدر ہوئی تھی۔

بَادَرَ يُبَادِرُ (مفاعلہ) بِدَارًا : کسی کام کو وقت سے پہلے کرنا' عجلت کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب: ''اٰنَسْتُمْ'' کا مفعول ''رُشْدًا'' ہے۔ ''لَا تَاْكُلُوْا'' کا مفعول ''هَا'' کی ضمیر ہے' جبکہ ''اِسْرَافًا'' اور ''بِدَارًا'' حال ہیں۔ ''غَنِيًّا'' اور ''فَقِيْرًا'' ''كَانَ'' کی خبریں ہیں۔ ''فَاَشْهِدُوْا'' کا مفعول محذوف ہے۔ ''عَلَيْهِمْ'' متعلق فعل ہے اور اس میں ''هُمْ'' کی ضمیر ''اَلْيَتٰمٰى'' کے لیے ہے۔ ''بِاللّٰهِ'' پر ''بَا'' خوبی کلام کے لیے ہے' البتہ اپنے لفظی معنی سے مبرّیٰ ہے اور یہ ''كَفٰى'' کا فاعل ہے۔ ''حَسِيْبًا'' حال یا تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہوا ہے۔

ترجمہ:

وَابْتَلُوا : اور تم آزمایا کرو	الْيَتٰمٰى : یتیموں کو
حَتّٰى : یہاں تک کہ	اِذَا : جب
بَلَغُوا : وہ پہنچیں	النِّكَاحَ : نکاح (کی عمر) کو
فَاِنْ : پھر اگر	اٰنَسْتُمْ : تم پاؤ
مِّنْهُمْ : ان میں	رُشْدًا : کچھ معاملہ فہمی
فَادْفَعُوْٓا : تو لوٹاؤ	اِلَيْهِمْ : ان کی طرف
اَمْوَالَهُمْ : ان کے مال	وَلَا تَاْكُلُوْهَآ : اور مت کھاؤ اس کو
اِسْرَافًا : ضرورت سے زیادہ ہوتے ہوئے	وَّبِدَارًا : اور عجلت کرتے ہوئے
اَنْ : کہ (کہیں)	يَّكْبَرُوْا : وہ بڑے ہو جائیں
وَمَنْ : اور جو	كَانَ : ہے
غَنِيًّا : مالدار	فَلْيَسْتَعْفِفْ : تو اسے چاہیے کہ وہ باز رہے
وَمَنْ : اور جو	كَانَ : ہے
فَقِيْرًا : محتاج	فَلْيَاْكُلْ : تو اسے چاہیے کہ وہ کھائے
بِالْمَعْرُوْفِ : دستور کے مطابق	فَاِذَا : پھر جب
دَفَعْتُمْ : تم لوٹاؤ	اِلَيْهِمْ : ان کی طرف
اَمْوَالَهُمْ : ان کے مال	فَاَشْهِدُوْا : تو گواہ بناؤ

عَلَيْهِمْ : ان پر وَكَفٰى : اور کافی ہے

بِاللّٰهِ : اللہ حَسِيْبًا: حساب لینے والا

نوٹ ۱: ماقبل آیت ۵ میں ہدایت ہے کہ نادانوں کو اپنے مال مت دو۔ اس میں اَلسُّفَهَاءُ کے لفظ میں عمومیت ہے۔ پھر اَمْوَالَهُمْ نہیں کہا بلکہ اَمْوَالَكُمْ کہا ہے۔ یعنی یہ نہیں کہا کہ ان کے مال مت دو بلکہ کہا ہے کہ اپنے مال مت دو۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ ہدایت یتیموں کے لیے مخصوص نہیں بلکہ عام ہے، خواہ وہ اپنے بچے ہوں یا یتیم ہوں۔ ہدایت یہ ہے کہ بچوں کو پیسہ دینے کے بجائے ان کی ضرورت کی اشیاء فراہم کرو۔

اس آیت سے بچوں کو جیب خرچ دینے کی ممانعت کا جواز پیدا کرنا میرے خیال میں درست نہیں ہے کیونکہ اس طرح بچوں کی مالی معاملات میں تربیت کرنے اور ان میں معاملہ فہمی پیدا کرنے کا عمل رک جائے گا۔ البتہ اس آیت سے یہ راہنمائی ضرور حاصل ہوتی ہے کہ ضروریات فراہم کرنے کے ساتھ جیب خرچ دینے میں احتیاط کی جائے اور کھلا جیب خرچ نہ دیا جائے۔ نیز اس بات کی نگرانی ضرور کی جائے کہ بچے اپنا جیب خرچ کہاں اور کیسے خرچ کرتے ہیں۔ اس طرح جیب خرچ کو ان کی مالی تربیت کا ذریعہ بنایا جائے۔

نوٹ ۲: اپنے بچوں کی تربیت کے لیے تو عموماً ہر شخص فکر مند ہوتا ہے۔ اس لیے آیت زیر مطالعہ میں یتیموں کا خصوصیت سے ذکر کر کے ہدایت دی کہ بچوں کے بالغ ہونے سے پہلے تک ان کو آزماتے رہو، کیونکہ آزمائش تربیت کا جزو لاینفک ہے۔ مالی تربیت میں آزمائش کا مطلب یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے خرید و فروخت کے معاملات ان کے سپرد کر کے ان کی صلاحیت کا امتحان لیتے رہو اور ان کی ذہنی بلوغت کا اندازہ کرتے رہو۔

نوٹ ۳: یتیموں کا مال ان کے حوالے کرنے کے لیے دو شرطیں عائد کی گئی ہیں۔ ایک بلوغت اور دوسرا رشد۔ رُشْدًا کا لفظ نکرہ لا کر اس کی طرف اشارہ کر دیا کہ مکمل دانشمندی شرط نہیں ہے، بلکہ کسی قدر ہوشیاری بھی اس کے لیے کافی ہے کہ یتیموں کے مال ان کے حوالے کر دیے جائیں۔

دوسری شرط کے متعلق امام ابوحنیفہ ؒ کی رائے ہے کہ سنِ بلوغ کو پہنچنے پر اگر یتیم میں رشد نہ پایا جائے تو اس کے ولی کو زیادہ سے زیادہ سات سال اور انتظار کرنا چاہیے۔ پھر خواہ رُشد پایا جائے یا نہ پایا جائے، اس کا مال اس کے حوالے کر دینا چاہیے۔ امام شافعی ؒ کی رائے ہے کہ مال حوالے کرنے کے لیے بہر حال رُشد کا پایا جانا ناگزیر ہے۔ مولانا مودودیؒ کی رائے ہے کہ ایسی صورت میں قاضی سے رجوع کیا جائے اور اگر قاضی پر ثابت ہو جائے کہ اس میں رشد نہیں پایا جاتا تو وہ اس کے معاملات کی نگرانی کے لیے کوئی مناسب انتظام کر دے۔

آیات ۷ تا ۱۰

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ۭ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْھُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَھُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا

مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۖ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ اِنَّ
الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝

ق س م

قَسَمَ يَقْسِمُ (ض) قَسْمًا : کسی چیز کے حصّے کرنا اور بانٹ دینا' تقسیم کرنا۔ ﴿اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ﴾ (الزخرف:۳۲) ''کیا یہ لوگ بانٹتے ہیں تیرے رب کی رحمت کو۔''

مَقْسُوْمٌ (اسم المفعول) : تقسیم کیا ہوا' بٹا ہوا۔ ﴿لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ۝﴾ (الحجر) ''ان میں سے ہر ایک دروازے کے لیے ایک بٹا ہوا حصہ ہے۔''

قِسْمَةٌ (اسم فعل) : بانٹ' تقسیم۔ آیت زیر مطالعہ۔

قَسَمٌ (اسم ذات) : اولیاء مقتول پر تقسیم کیا جانے والا حلف۔ پھر ہر حلف اور قسم کے لیے آتا ہے: ﴿وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ۝﴾ (الواقعة) ''اور یقیناً یہ ایک عظیم قسم ہے' اگر تم سمجھو۔''

اَقْسَمَ يُقْسِمُ (افعال) اِقْسَامًا : حلف اٹھانا' قسم کھانا۔ ﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ﴾ (الانعام:۱۰۹) ''اور انہوں نے قسم کھائی اللہ کی اپنے حلف کی کوشش کرتے ہوئے۔''

قَسَّمَ يُقَسِّمُ (تفعیل) تَقْسِيْمًا : بتدریج بانٹنا۔

مُقَسِّمٌ (اسم الفاعل) : بانٹنے والا۔ ﴿فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝﴾ (الذاریات) ''پھر قسم ہے حکم کو بانٹنے والیوں کی۔''

قَاسَمَ يُقَاسِمُ (مفاعلہ) مُقَاسَمَةً : دوسرے کو قسم دینا۔ ﴿وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝﴾ (الاعراف) ''اور اس نے قسم دی ان دونوں کو کہ یقیناً میں تم دونوں کے لیے نصیحت کرنے والوں میں سے ہوں۔''

تَقَاسَمَ يَتَقَاسَمُ (تفاعل) تَقَاسُمًا : ایک دوسرے سے قسم لینا۔

تَقَاسَمْ (فعل امر) : ایک دوسرے سے قسم لو ﴿قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ﴾ (النمل:۴۹) ''انہوں نے کہا تم لوگ ایک دوسرے سے حلف لو کہ ہم لازماً شب خون ماریں گے اس پر (صالح علیہ السلام) اور اس کے گھر والوں پر۔''

اِقْتَسَمَ يَقْتَسِمُ (افتعال) اِقْتِسَامًا : اہتمام سے بانٹنا۔

مُقْتَسِمٌ (اسم الفاعل) : اہتمام سے بانٹنے والا۔ ﴿كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ۝﴾ (الحجر) ''جیسا کہ ہم نے اُتارا اہتمام سے تقسیم کرنے والوں پر۔''

اِسْتَقْسَمَ يَسْتَقْسِمُ (استفعال) اِسْتِقْسَامًا : بانٹ چاہنا' تقسیم کرنے کی کوشش کرنا۔ ﴿وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ۭ﴾ (المائدة:۳) ''اور وہ جو ذبح کیا گیا استھان پر اور یہ کہ تم لوگ تقسیم کرنے کی کوشش کرو فال کے تیروں سے۔''

س د د

سَدَّ يَسُدُّ (ن) سَدًّا : کوئی رخنہ یا دراز بند کرنا' درست کرنا' دیوار یا آڑ کھڑی کرنا۔

سَدٌّ (اسم ذات) : دیوار' آڑ۔ ﴿وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا﴾ (یٰسٓ:۹) ''اور ہم نے بنایا ان کے سامنے ایک آڑ۔''

سَدِيْدٌ (فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت) : درست' ٹھیک۔ آیت زیر مطالعہ۔

ص ل ی

صَلَى يَصْلِي (ض) صَلْيًا : کسی چیز کو آگ پر بھونا' آگ میں ڈالنا۔

صَلِيَ يَصْلَى (س) صِلِيًّا : آگ کی تپش جھیلنا' آگ میں گرنا' آیت زیر مطالعہ۔

اِصْلَ (فعل امر) : تو جل۔ ﴿اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝۶۴﴾ (یٰسٓ) ''تم لوگ جلو اس میں آج بسبب اس کے جو تم انکار کیا کرتے تھے۔''

صَالٍ (اسم الفاعل) : جلنے والا۔ ﴿اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ۝۵۹﴾ (صٓ) ''بے شک یہ لوگ آگ میں جلنے والے ہیں۔''

اَصْلَى يُصْلِيْ (افعال) اِصْلَاءً : کسی کو آگ میں داخل کرنا' گرانا۔ ﴿فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ﴾ (النساء:۳۰) ''تو عنقریب ہم داخل کریں گے اس کو آگ میں۔''

نُصْلِ (مضارع مجزوم میں جمع متکلم کا صیغہ) : ﴿وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ﴾ (النساء:۱۱۵) ''اور ہم داخل کریں گے اس کو دوزخ میں۔''

صَلّٰى يُصَلِّيْ (تفعیل) تَصْلِيَةً : کسی کو آگ میں بھوننا۔

صَلِّ (فعل امر) : تو بھون' تو جلا۔ ﴿خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝۳۰ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۝۳۱﴾ (الحاقۃ) ''تم لوگ اس کو پکڑو پھر اسے طوق ڈالو۔ پھر بھڑکتی آگ میں اس کو بھونو۔''

اِصْطَلٰى يَصْطَلِيْ (افتعال) اِصْطِلَاءً : اہتمام سے جلنا' آگ تاپنا' سینکنا۔ ﴿اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝۷﴾ (النمل) ''یا میں لاؤں تمہارے پاس ایک سلگتا انگارہ شاید تم لوگ آگ تاپو۔''

س ع ر

سَعَرَ يَسْعَرُ (ف) سَعْرًا : (۱) کسی کو اشتعال دلانا' بھڑکانا۔ (۲) آگ جلانا۔

سَعِيْرٌ (فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت) : ہمیشہ جلنے والی آگ' شعلوں والی آگ۔ آیت زیر مطالعہ۔

سُعُرٌ : دیوانگی' پاگل پن' جنون۔ ﴿اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝۴۷﴾ (القمر) ''یقیناً مجرم لوگ گمراہی اور جنون میں ہیں۔''

سَعَّرَ يُسَعِّرُ (تفعیل) تَسْعِيْرًا : کثرت سے آگ جلانا' آگ کو خوب بھڑکانا۔ ﴿وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۝۱۲﴾ (التکویر) ''اور جب بھڑکتی آگ خوب بھڑکائی جائے گی۔''

ترکیب: ''تَرَكَ'' کا فاعل ''اَلْوَالِدَانِ'' اور ''اَلْاَقْرَبُوْنَ'' ہیں اور ''اَلْاَقْرَبُوْنَ'' اسم تفضیل ہے۔ ''تَرَكَ'' کا مفعول ''مِمَّا'' (مِنْ مَا) کا ''مَا'' ہے۔ ''نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا'' حال ہے۔ ''حَضَرَ'' کے فاعل ''اُولُو الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ'' ہیں۔ ''اَلْقِسْمَةَ'' ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصبی میں ہے۔ ''مِنْهُ'' کی ضمیر ''مِمَّا'' کے ''مَا'' کے لیے ہے۔ ''لَوْ تَرَكُوْا'' کا ''لَوْ'' شرطیہ ہے ''خَافُوْا'' اس کا جواب ہے۔ ''ذُرِّيَّةً'' اسم جمع ہے اس لیے اس کی صفت جمع مکسّر آئی ہے۔ ''ظُلْمًا'' حال ہے۔

ترجمہ:

لِلرِّجَالِ : مردوں کے لیے ہے	نَصِيْبٌ : ایک حصہ
مِّمَّا : اس میں سے جو	تَرَكَ : چھوڑا
الْوَالِدٰنِ : ماں باپ نے	وَالْاَقْرَبُوْنَ : اور زیادہ قریبی رشتہ داروں نے
وَلِلنِّسَآءِ : اور عورتوں کے لیے ہے	نَصِيْبٌ : ایک حصہ
مِّمَّا : اس میں سے جو	تَرَكَ : چھوڑا
الْوَالِدٰنِ : ماں باپ نے	وَالْاَقْرَبُوْنَ : اور زیادہ قریبی رشتہ داروں نے
مِمَّا : اس میں سے جو	قَلَّ : کم ہو
مِنْهُ : اس سے	اَوْ : یا
كَثُرَ : زیادہ ہو	نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا : فرض کیا ہوا حصہ ہوتے ہوئے
وَاِذَا : اور جب	حَضَرَ : حاضر ہوں
الْقِسْمَةَ : تقسیم کے وقت	اُولُوا الْقُرْبٰى : قرابت والے
وَالْيَتٰمٰى : اور یتیم	وَالْمَسٰكِيْنُ : اور ضرورت مند لوگ
فَارْزُقُوْهُمْ : تو تم دو ان کو	مِّنْهُ : اس میں سے
وَقُوْلُوْا : اور کہو تم	لَهُمْ : ان سے
قَوْلًا مَّعْرُوْفًا : بھلی بات	وَلْيَخْشَ : اور چاہیے کہ ڈریں
الَّذِيْنَ : وہ لوگ جو	لَوْ : اگر
تَرَكُوْا : چھوڑیں	مِنْ خَلْفِهِمْ : اپنے پیچھے
ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا : کچھ کمزور اولادیں	خَافُوْا : تو وہ خوف کریں
عَلَيْهِمْ : ان کے بارے میں	فَلْيَتَّقُوا : پس چاہیے کہ وہ تقویٰ اختیار کریں
اللّٰهَ : اللہ کا	وَلْيَقُوْلُوْا : اور چاہیے کہ کہیں
قَوْلًا سَدِيْدًا : ٹھیک بات	اِنَّ الَّذِيْنَ : بے شک وہ لوگ جو
يَاْكُلُوْنَ : کھاتے ہیں	اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى : یتیموں کے مال

ظُلْمًا :ظلم کرتے ہوئے — اِنَّمَا :تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ
یَاْكُلُوْنَ : وہ کھاتے (یعنی بھرتے) ہیں — فِیْ بُطُوْنِهِمْ :اپنے پیٹوں میں
نَارًا : ایک آگ — وَسَيَصْلَوْنَ :اور وہ گریں گے
سَعِيْرًا: شعلوں والی آگ میں

نوٹ: مادہ ''ص ل و'' سے بابِ تفعیل کا فعل امر اصلاً صَلِّوْ بنتا ہے' جو قاعدے کے مطابق تبدیل ہو کر صَلِّ استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں تو نماز پڑھ۔ مادہ ''ص ل ی'' سے بابِ تفعیل کا فعلِ امر اصلاً صَلِّیْ بنتا ہے' اور قاعدے کے مطابق تبدیل ہو کر یہ بھی صَلِّ استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں تو آگ میں بھون۔ اس طرح دونوں ہم شکل ہو جاتے ہیں لیکن عبارت کے سیاق وسباق میں ان کی تمیز آسانی سے ہو جاتی ہے۔○○

بقیہ: مضامین قرآن

سے اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں سبقت کرنے والے ہیں۔ یہی تو اللہ کا بڑا فضل ہے۔''

جنت میں داخلے کے وقت اہل جنت کی زبانوں پر جو ترانے ہوں گے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر ان کا ذکر ہوا ہے۔ ایسا ہی ایک ترانہ یہاں ملتا ہے:

﴿وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۟ۙ ﴿۳۴﴾ الَّذِیْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾﴾

''اور وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے ہر قسم کا رنج وغم دور کر دیا۔ یقیناً ہمارا رب مغفرت والا اور قدر دان ہے۔ جس نے ہمیں اپنے فضل سے ایسی عمدہ قیام کی جگہ لا اتارا ہے جہاں ہمیں نہ مشقت پیش آئے اور نہ تکان لاحق ہو۔''

اس کے معاً بعد کافروں کا حال بیان ہوا ہے کہ وہ جہنم میں ہوں گے۔ نہ تو اُن کو قضا ہی آئے گی کہ وہ مر جائیں اور نہ اُن سے دوزخ کا عذاب ہی ہلکا کیا جائے گا۔

آخری آیت میں ایک قانون کا تذکرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر خطا کار کا اسی وقت فی الفور مواخذہ نہیں کرتا بلکہ اسے مہلت دیتا ہے۔ فرمایا:

﴿وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾﴾

''اور اگر اللہ مواخذہ (میں جلدی) کرتا بسبب ان کے گناہوں کے تو زمین پر کسی بھی حیوان کو نہ چھوڑتا' لیکن (اللہ) ان کو ڈھیل دیتا ہے وقت مقررہ تک۔ پھر جب وہ مقرر وقت آ گیا تو ان کا ربّ ان سے خوب واقف ہے۔''

یہ دھمکی کا انداز ہے کہ یہ نہ سمجھو کہ تمہاری کوئی حرکت ہماری نگاہوں سے اوجھل ہے۔